ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان :

کلامِ خسرو میں مقامی رنگ

برصغیر پاک و ہند میں حضرت امیر خسرو رحہ (م سنہ ۷۲۵ھ) جیسا جامع الکمالات بزرگ شاید کوئی اور نہیں گذرا۔ انھیں کیا نہیں آتا تھا اور وہ کون سا پاکیزہ علم و فن تھا جس میں انھیں مہارت تامہ و کاملہ حاصل نہیں تھی؟ پھر تصوف میں فنا فی الشیخ کا جو مقام ان کو حاصل تھا غالباً رومی (م سنہ ۶۷۲ھ) کے بعد ان جیسے بہت کم بزرگ ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ انھیں اپنے شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے شہر دھلی اور دھلی والوں کی ہر چیز سے محبت تھی۔ مجازی رنگ میں قران السعدین (سنہ ۶۸۸ھ) میں فرماتے ہیں۔

اے دھلی و اے بتانِ سادہ پگ بستہ و ریشہ کج نہادہ
خون خوردنِ شان بہ آشکار است گرچہ بہ نہاں خورند بادہ
فرماں نہ برند زانکہ ہستند از غایت ناز خود مرادہ
جائے کہ برہ کنند گلگشت در کوچہ دمد گل پیادہ
کردند مرا خراب و سرمست ہندو بچگانِ پاک زادہ
بر بستہ بموے شان چو مرغول خسرو چو سگے ست در قلادہ

اسی محبت کی وجہ سے ان کے کلام میں دھلی کا مقامی رنگ اور وھاں کا ماحول جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ قران السعدین میں یہ الفاظ مستعمل ہیں:

چبوترہ - ساغر (ساگر، حوض یا تالاب) - عوض (اودھ) - راوت (راجپوت) - پایک (پیادہ) - پگ - بالا - کیورہ - سیوتی - بیل - مولسری - تنبول - گل صد برگ (ھزارہ) - بنگ - بلادر وغیرہ - ۱

دوسری مثنوی مطلع الانوار (سنہ ۶۹۸ھ) میں یہ الفاظ آتے ھیں (علی گڑھ ایڈیشن سنہ ۱۳۴۴ھ):

بیلکش از پیکرِ چوں بید برگ فتنهٔ پرورده بجلاب مرگ (ص ۲۵)

دشمن ناچیز بهنجار کش پشه بسیلی نه به چقمار کش (ص ۱۵۶)-۲
(ایک گرز)

تیسری مثنوی شیرین و خسرو (سنہ ۶۹۸ھ) میں یہ الفاظ آتے ھیں (علی گڑھ ایڈیشن سنہ ۱۳۴۶ھ):

بنامهزد میان خاصہ و عام نکوناید حرام و حرمتِ نام (ص ۵۷)
(ناروا) (ارجمندی)

بگردِ تختِ خوبانِ سرائی ز چهره داده شب را روشنائی (ص ۸۰)

"زنبورک" بھی هندی تیراندازی سے متعلق ھے:

ز تیراندازیِ زنبورک از دور مشبک سینه ها چوں خانه زنبور (ص ۶۴)

امیر خسرو کی خزائن الفتوح (سنہ ۷۱۵ھ) میں یہ الفاظ ھیں:

دھانک (تیرانداز) - گھٹی (درہ) - بسیٹھ (ایلچی) - مارمار (سعی پیہم)

مثنوی دیول رانی خضرخانی (۷۱۵ھ) میں یہ الفاظ آتے ھیں:

رانی - رانہ - لادی (بوجھ - باربردار) - پتولہ (پٹولا - ریشمی کپڑا) -

---

۱- اورینٹل کالج میگزین - نومبر ۱۹۲۹ء - صفحہ ۹

۲- ایک قصیدے میں بھی چقمار کا لفظ استعمال کرتے ھیں:

بزد بزخم گهش منکران احمد صہ را
کہ طعن شان پس ازاں سرزنش بچقمار است

راے چنبہ ۔ ماؤلسری ۔ سیوتی ۔ دَوَنہ (پھول)۔ سکھ آسن (پالکی)۔ الاون یا الاین (ایک ساز)۔ تال ۔ تنگہ ۔ ڈولہ ۔١

بعض بیاضوں میں یہ شعر بھی خسرو سے منسوب ہے جس میں "ماموں" اور "ممانی" کی رعایت ہے:

گفتم کہے در خانۂ مامون تو باشم   گفتا کہ دریں خانہ بلائیست ممانی ۔٢

خسرو کا ایک اور شعر ہے:

بلبل ازیں غصہ چناں خون نشست   کز تہِ دم رنگ دگر گونہ بست

بقول صاحب بہار عجم "خوں نشستن" دراصل ہندی محاورے کا ترجمہ ہے۔ اس طرح اس شعر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں کے پرند "گل دم" کو خسرو نے بلبل کہا ہے:

حافظ محمود شیرانی مرحوم نے پنجاب میں اردو (صفحہ ١٢٥—١٢٧) میں ان کا کلام نقل کیا ہے۔ ایک غزل بھی نقل کی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

جب یار دیکھا نین بھر، دل کی گئی چنتا اُتر
ایسا نہیں کوئی عجب راکھے اُسے سمجھائے کر

اور اس کا مقطع یہ ہے:

خسرو کہے باتاں غضب، دل میں نہ لاوے کچھ عجب

١۔ ایضاً۔ صفحہ ۹ ۔ سیر اور من بھی خسرو نے استعمال کیے ہیں:

ورچہ بری لقمۂ سیری بزیر   سیر بود لقمۂ خور نیم سیر
آں کہ منش آرزوے تن بود   سیر بناچار بیک من بود

(مثنوی مطلع الانوار)

٢۔ ایضاً۔ بابت مئی ١٩٢٩ء ۔ صفحہ ٦

قدرت خدا کی ہے عجب، جب جیو دیا گل لائے کر۔۱

راقم الحروف کے پاس ایک بیاض ہے جس میں ریختہ کے کچھ اشعار ملتے ہیں، وہ اسی غزل کے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح ہیں:

تا کے خورم خونِ جگر کا سوں کہوں دکھ جائے کے
شورے فتادہ در تنم پی دے گئے سر کائے کے
ہر چند گفتم ایں سخن اے دل بکس رغبت مکن
ان کی برہ ہے ات کٹھن بھوتا رہے سمجھائے کے
از درد تو بے جاں شدم طاقت نماندہ در تنم
کے پیت دے آواں کرو کے موہ لیو مولائے کے

امیر خسرو کی کہہ مکرنی، انمل، دو سخنی، گیت اور پہیلی کہاں مشہور نہیں؟ لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا وہ کلام ہے بھی یا نہیں۔ ملا وجہی کی سب رس (سنہ ۱۰۴۵ھ) میں یہ شعر ان سے منسوب ہے:

پنکھا ہو کر میں ڈلی ساقی تیرا چاؤ
منجہ جلتے جنم گیا تیرے لیکھن باؤ۔۲

۱- قاضی فضل حق صاحب نے اورینٹل کالج میگزین (مئی ۱۹۳۷ء۔ صفحہ ۹۵) میں امیر خسرو رحہ کی جو غزل نقل کی ہے اس کا مقطع بھی اسی طرح ہے:

خسرو کہے باتاں عجب، دلبر نہ پاوے اک قدر
قدرت خدا کی ہے عجب، میں جی دیا پر لائے کر

۲- خسرو کے اور اشعار بھی بعض کتابوں میں آتے ہیں۔ مثلاً:

خسرو رین سہاگ کی سوئی پی کے سنگ
تن مورا، من پیو کا، دونوں ایک ہی انگ

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۹۹ پر)

فاضل گرامی حافظ محمود شیرانی مرحوم نے اورنیٹل کالج میگزین (نومبر سنہ ۱۹۲۹ء) میں ایسے روز مرے اور محاورے جمع کیے ھیں جو فارسی والوں نے استعمال کیے ھیں۔ امیر خسرو کے کلام سے بھی ایسے حوالے ھیں جن میں سے کچھ یہاں نقل کیے جاتے ھیں:

(۱) سلاطین اور شہزادوں کی وفات پر ان کے مقربین، ماتم‌داری کے ایام میں زمین پر سوتے تھے۔ "زمین خفتن" خسرو نے استعمال کیا ھے:

از زمین خفتن ھمہ آفاق شد پہلو کبود

(۲) "گفتار گفتن" یعنی یوں ھی ایک بات کرنا۔ خسرو کہتے ھیں:

من از سر زندہ گردم گر تو یارا یک سخن گوئی
تو می دانم نگوئی لیک من گفتار می گویم

(۳) "مالا کلام کردن" یعنی سودا یا معاملہ طے کرنا۔ خسرو کا شعر ھے:

دعوائے خوں بہائے دل خویش می کنم
یک بوسہ بالبم زن و مالا کلام کن

(۴) "از گرہ رفتن" یعنی گرہ سے چلا جانا۔ خسرو نے لکھا ھے:

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۹۸ سے)

یہ شعر انھی کے فارسی شعر کا مترادف ھے۔ یعنی
من تو شدم، تو من شدی . . . الخ
انھوں نے اپنے شیخ رح کے انتقال پر کہا تھا:
گوری سووے سیج پر، مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر آپنے، رات بھئی چوندیس

جاں می رود ز من چوگره می زند بہ زلف
مردن مراست از گرہ او چہ می رود ۔۱

(۵) نیشکر با پیل خوردن ۔ خسرو کے یہاں ہے :

نشاید نیشکر با پیل خوردن   نہ در تگ با صبا تعجیل کردن
(خضر خان ص ۳۰۰)

(۶) دنداں در شکم بودن یعنی پیٹ میں دانت ہونا ۔ خسرو نے استعمال کیا ہے :

حسود را کہ از و بود در شکم دنداں
هم ز خون جگر رنگ چوں انار گرفت
چہ بینی چرخ را زاں گونہ خنداں
نگہ کن در شکم چندا نست دنداں

(۷) سب کو ایک لاٹھی سے ھانکنا ۔ خسرو کی ایک رباعی ہے :

خسرو ز زبانِ تست گوهر هم را
پیدا ز نہانِ تست جوهر هم را
شد راندہ سناں و تیغ و تیر از کلکت
زیں گونہ بیک چوب مراں هر هم را

۱۔ بہار عجم میں اسے فارسی کہا گیا ہے اور صائب کا یہ شعر پیش کیا ہے :

خوں می چکد ز غنچۂ منقار بلبلاں
زیں نقد تازہ کز گرہ روزگار رفت

غالب نے کہا ہے :

گوئی مباد در شکن طرہ خوں شود
دل زاں تست ازگرہ ما چہ می رود

لیکن صائب اور غالب دونوں ہمارے ملک سے متاثر ہیں۔

(۸) "ان تلوں میں تیل نہیں"۔ یہ بھی خسرو کے یہاں ہے:

خالی بہ رخش دیدم و گفتم کہ تل است

گفتا کہ برو نیست دریں تِل تیلے

(۹) عربی میں غصہ کے معنی "گلو گرفتگی" اور فارسی میں ۱ "غم" کے ہوتے ہیں۔ لیکن اردو میں "غیظ" کے ہیں۔ اردو کے یہی معنی فارسی میں آگئے۔ مثلاً خسرو کہتے ہیں:

شد اندر غصہ شادی خانِ والا   مدد جُست از پناہِ حق تعالیٰ

(خضر خانی ص ۲۷۶)

(۱۰) "بیڑا اٹھانا"۔ خسرو نے خزائن الفتوح (ص ۱۶۰) میں استعمال کیا ہے:

"بسخنان رنگیں فرا پیش دادند کہ راوتان بیڑۂ تنبول باید داد تا جان سپاری کنند"

(۱۱) " ناک میں دم آنا " بھی اردو کا فیض ہے۔ خسرو کہتے ہیں:

ناتواں چشم فیض در بینی   جان مردم رسید در بینی

(۱۲) دانت میں انگلی دینا۔ خسرو کہتے ہیں:

خفتم برخاست از زمیں خنداں   ماند بیننده دست در دنداں ۲

۱۔ لیکن خسرو نے غصہ بمعنی غم بھی استعمال کیا ہے:

من مسکین چہ کنم پیش کہ گویم غمِ دل

کہ ز عشق تو بجز غصہ نہ دارم حاصل

۲۔ ممکن ہے کہ یہ محاورہ فارسی میں مشترک ہو جیسے سعدی کہتے ہیں:

انگشت تعجب جہانی   از گفت و شنید ما بدنداں

(۱۳) خسرو نے عورتوں کی خاص زبان " موئے، دور ہو"
ایک رباعی میں استعمال کی ہے:

رفتم بہ تماشائے کنار جوئے دیدم بہ لب آب زن ہندوئے
گفتم صنما بہائے زلفت چہ بود فریاد برآورد کہ "در در موئے"۔۱

(۱۴) "دیے سے دیا جلتا ہے"۔ مقامی محاورہ ہے۔ خسرو
کہتے ہیں:

بہر دل از دلم سوزے بگیرد بسوزد چوں چراغے از چراغے

(۱۵) "کسی چیز سے ہاتھ دھولینا" بھی مقامی محاورہ ہے۔
خسرو کے یہاں مستعمل ہے:

دیدار حرام است کسے را کہ چو خسرو
از دیدہ بخون دل خود دست بشوید

(۱۶) "دست بستہ کھڑا ہونا" نہایت ادب و تعظیم کے لیے
ہوتا ہے۔ خسرو فرماتے ہیں:

دست بستہ آئینہ پیش ایستاد روے دیگر یافت باروئے کہ ہست

(۱۷) "رونگٹے کھڑے ہونا" بھی ہمارا محاورہ ہے۔ میری
نظر میں فارسی میں اسی طرح مستعمل نہیں جس طرح خسرو
لکھتے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر وحید مرزا: امیر خسرو (لاہور سنہ ۱۹۲۲ء۔ صفحہ ۲۲۸ ح)
ایک رباعی میں "دھی لیہو دھی" آتا ہے:

گجری تو کہ در حسن و لطافت چو مہی
آں دیگ دھی برسر تو چتر شہی
از ہر دو لبت قند و شکر می ریزد
ہر گاہ بگوئی کہ "دھی لیہو دھی"

سخن ز خواستنِ خطِ مشک تو گفتم

بخاست موئے بر اندامِ آهوانِ خطا

(۱۸) "ڈھول کے اندر پول" بھی ھمارا محاورہ ھے۔ خسرو کہتے ھیں:

خسرو بگزاف چند لافی بانگ دھل از تہی میانیست۔۱

(۱۹) "پٹا" (غلامی کا) اردو میں بولتے ھیں۔ خسرو کے استعمال میں اس طرح ھے:

در جنت فردوس کسے را نگذارند

تا داغ غلامی تو اش پتہ نہ باشد

(۲۰) گردن پکڑ کر نکال دینا، گردن ناپنا، اردو میں بولتے ھیں۔ خسرو فرماتے ھیں:

گر نہ درپیشِ تو ماہِ آسمان گردن نہد

ماہ را گردن بگیرم ز آسمان بیروں کنم

بعض طور طریقے بھی امیر خسرو کے کلام میں نظم ھیں۔ مثلاً موجودہ زمانے کی طرح اس زمانے میں بھی حلوے اور مٹھائی کی آرائش کے لیے خشخاش کی تہہ جماتے تھے۔ امیر فرماتے ھیں:

خشخاش کہ آرائش حلواش کنند گہ در کف و گاہ در دھن جاش کنند

بر"ند براے ریزہ ای چند سرش و انگہ سر زیر و پای بالاش کنند

ان کے زمانے میں عموماً رات کو چکی چلائی جاتی تھی۔ اب بھی رات کو بلکہ دن کو زیادہ چلائی جاتی ھے۔ ان کے ایک شعر میں اس کی تشبیہہ اس طرح آتی ھے:

۱۔ دھل سے خسرو نے نئے نئے مضامین پیدا کیے ھیں۔ دیکھیں ان کی رباعیاں نمبر ۱۹ - ۳۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۶۹ (دیوان خسرو۔ مرتبہ سعید نفیسی۔ تہران سنہ ۱۳۶۳ھ)۔

هر شب مرا برآید نالہ زجان سنگین   چون نالشے کہ شبہا از آسیہ برآید

خسرو اپنے زمانے کی طب سے بھی خوب واقف تھے۔ اس سے متعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ اس طرح فرماتے ھیں:

از مال دونِ طبع کہ درماندگی رواست
مدقوق را دوای پسین شیرِ خر برد
اگرچہ ناخوشت آید نصیحتِ خسرو
شفا ست آں ھمہ از تلخی ھلیلہ مرنج
آں خال چو ذرہ ھوش من برد
خشخاش تو ھیچ خواب نا ورد
جنبش شد از لب تو گریۂ من
شہد ھر چند کم کند خوں را

خسرو نے اپنے ملک کے پھولوں اور پرندوں کا ذکر بھی کیا ھے اور یہاں کے بعض رسم و رواج بھی بیان کیے ھیں۔ لیکن راقم الحروف کے ذوق کی تسکین نہ ھوگی جب تک ان کے یہ اشعار نقل نہ کیے جائیں:

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز و او در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

خسرو نے آخری شعر میں تصوف کی جس معراج کا ذکر کیا ہے اور جو بمشکل کسی کو حاصل ہوتی ہوگی اسی شیخ کامل رحمہ کی وجہ سے ہے جس کا فیض اوپر کے تین اشعار میں مذکور ہے اور جس کا تعلق بدایوں اور دھلی جیسے مدینۃ الاصفیاء اور مدینۃ الاولیاء سے تھا۔ خسرو نے پہلے ھی کہا تھا کہ :

ع من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلا ہے

اللہ تعالیٰ لاکھوں اور کروڑوں رحمتیں ان بزرگوں پر نازل فرمائے — آمین۔